دعوات عبدیت حق

گناہ اور معصیت کے بُرے اثرات

ازافادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ

(خطبۂ جمعۃ المبارکہ ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۹۵ھ)

ـــــ ضبط و ترتیب ادارۃ الحق ـــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عن عبادۃؓ بن صامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرجت لاخبرکم بلیلۃ القدر فتلاحیٰ فلانٌ وفلان فرفعت (اوکما قال علیہ السلام)

ترجمہ :- عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں لیلۃ القدر کے بارہ میں خبر دینے نکلا مگر فلاں اور فلاں کے جھگڑنے کی وجہ سے اس کا علم اٹھ گیا۔

محترم بزرگو! انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت اپنی طرف کھینچ سکتا ہے جب اس میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تابعداری ہو اور ہر لحظہ اور ہر سیکنڈ اس کی بندگی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے۔ لیکن بسا اوقات انسان سے غلطی ہوتی ہے اور وہ اسے معمولی سمجھ کر اسکی پرواہ نہیں کرتا مگر وہی بات اس کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ معمولی زکام میں اگر بے احتیاطی کی جائے تو دق بن کر جسمانی طور پر موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی گناہ کا معاملہ ہے۔ گناہ صغیرہ پر دوام اور لاپرواہی جہنم میں داخلہ کا سبب بن جاتی ہے۔

زبان کو قابو رکھنے کی ضرورت

حضورؐ فرماتے ہیں کہ ایک شخص منہ سے مذاق یا خوش طبعی یا بے پرواہی میں ایک کلمہ نکال دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ

سے جہنم کے نچلے طبقہ میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک بات اور ایک جملہ سے جنت کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک جگہ مسلمان جمع ہوں دین کے لئے باتیں ہو رہی ہوں مثلاً کسی نے مسجد بنانے کی تحریک کی، مساکین کی امداد کی طرف رغبت دلائی دین کے طلبہ کی کفالت کرنے کی طرف توجہ دلائی اب کسی نے ازراہ مذاق یا بے پرواہی میں کہا کہ ان امور سے لوگوں کا کیا فائدہ۔ اور یہ دین کے طلبہ دنیا کے کس کام کے ہیں۔ قوم پر بار ہیں، جیسا کہ آجکل کہا جاتا ہے۔ تو گویا اس شخص نے ایک بات سے سب کے دل توڑ دیئے اور دوسرے شخص نے ان کاموں کی حوصلہ افزائی کی کہ انکی امداد بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ قیامت تک ان کے ذریعہ دین کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

رازق تو درحقیقت خدا ہے۔ ان کی امداد سے ہم پر کوئی خاص بوجھ نہ ہوگا۔ وغیرہ۔ اب اس کی چند باتوں سے سب کے دل مضبوط اور دین کے کام پر آمادہ اور پختہ ہو جائیں گے۔ تو ایک بات سے دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور ایک بات سے سنبھل جاتے ہیں۔

اطاعت وایمان سے لبریز کلمات

بدر کے موقعہ پر صحابہ کرام بے سروسامان نکلے جنگ کا ارادہ نہ تھا مگر پیش آیا حضور اقدسؐ نے صحابہ سے مشورہ طلب کیا کہ جنگ کی جائے یا نہ۔ بظاہر تو دشمن کی طاقت تعداد اور اسلحہ ہر چیز میں زیادہ تھی ——— ایک صحابی حضرت مقدادؓ نے اٹھ کر کہا یا رسول اللہ اس سے بہتر موقعہ لڑائی اور جہاد کا کب نصیب ہوگا۔ قربانی کا موقعہ خدا نے دیا ہے نہ معلوم پھر ایسا موقعہ ملے یا نہ ملے۔ اگر ہم یہ جان ومال جان آفرین کو سپرد کر دیں تو اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوگی اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم اور قوموں کی طرح نہیں اور نہ بنی اسرائیل کی طرح کہ آرام اور راحت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی رہے اور جب عمالقہ سے جہاد کا موقع آیا تو اپنے نبی کو کہا کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ (تو اور تیرا رب جاکر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔) انا نقاتل عن یمینک ویسارک وقدامک وخلفک۔ (ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے لڑتے رہیں گے۔) ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں کہ سمندر میں کود جائیں تو ہم تعمیل حکم کریں گے ——— تو اس ایک صحابیؓ کی اس ایک بات سے تمام

لہ حضرت سعد بن معاذ سے بھی زاد المعاد میں اطاعت وجان نثاری کے ایسے ہی کلمات منقول ہیں کہ فرمایا بخدا اگر آپ برک غمدان تک چلے جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ چل پڑیں گے۔ اور خدا کی قسم اگر آپ سمندر میں گھوڑا ڈال دیں گے تو ہم بھی اس میں کود پڑیں گے۔ (ادارہ)

صحابہ کا ایمان اور عزم مضبوط ہوا کہ اگر پیغمبر کی رائے اور مرضی ایک بات کی ہو اور امت کم ہمت ہو ساتھ نہ دے تو ایمان نہ رہے گا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش میری ساری عبادت ایک طرف اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات میرے اعمالنامہ میں ہوجاتے تو میرے لئے یہ باعث فخر و سرخروئی ہوتا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ ان کو کتنا اجر ان چند کلمات ایمانی سے ملا ہوگا۔ کہ جس سے مسلمانوں کا حوصلہ بلند ہوا — تو زبان کو قابو میں رکھنا اور ہر جملہ ہر لفظ پر غور کرنا چاہیے۔ کہ کسی کی تخفیف یا اہانت یا دل آزاری اس سے نہ ہوجائے، کوئی بات اسلام کے ضعف کا باعث نہ بن جائے اور مسلمانوں کے حوصلے اس سے نہ ٹوٹیں اور آپ کے چند کلمات آپ کے لئے وبال آخرت نہ بن جائیں۔ اس وجہ سے حضور اقدس ؐ نے زبان پر قابو رکھنے کی بارہا تاکید کی۔ حضور اقدس ؐ نے فرمایا جو شخص کم گو ہو اس میں کمال اور خیر ہوگا ورنہ نہیں۔ حضور اقدس ؐ نے فرمایا کہ لبا اوقات انسان حصائد السنة (زبان کی کٹائی) کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ مجلس آرائی اور لوگوں کی تفریح طبع اور ان کو مشغول رکھنے کے لئے باتیں بنانا تباہی کا باعث ہوجاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، محدث، بہت بڑے صوفی گذرے ہیں۔ راستہ پر چلتے تو ایسے غمزدہ معلوم ہوتے جیسے قتل کے جرم میں پکڑے گئے ہوں۔ اور پھانسی کے لئے لیجائے جا رہے ہوں — ساتھیوں نے اس سوچ و فکر کی وجہ پوچھی فرمایا کہ تم تو میرے ظاہری اعمال دیکھتے ہو کہ حدیث کا درس دیتا ہے، ذکر و عبادت کرتا ہے۔ مگر کیا معلوم اگر کوئی ایسی بات منہ سے نکلی ہو جس کے وبال میں خدا تعالیٰ فرمادے کہ اس بات کی وجہ سے " اے حسن تیرے سارے اعمال غارت ہوگئے ہیں۔ کوئی عمل مقبول نہیں رہا —" پھر اس وقت میری ناکامی و بربادی کا کیا حال ہوگا۔

تو بھائیو! یہ حسن بصریؒ کی حالت ہے۔ تو ہم جیسوں کا کیا حال ہے۔ جو کسی بات کا موقعہ و محل نہیں دیکھتے جو باتیں لوگوں کی اذیت اور تکلیف کے لئے زبان سے نکلتی ہیں اور جنگ و جدال اور سب و شتم کا باعث ہوتی ہیں ان کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دور ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث مبارک جو میں نے بیان کی اس پر غور کیجئے کہ ایک دفعہ حضور اقدس ؐ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام منتظر تھے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد ہی میں تھے۔ حضور اقدس ؐ خوشی خوشی گھر سے باہر آئے کہ خدا تعالےٰ نے اس وقت ایک خاص بات

رحمت کی ظاہر فرمائی تھی اور وہ تھی لیلۃ القدر کی رات کا علم کہ اس رمضان میں لیلۃ القدر فلاں رات کو واقع ہو گی۔

لیلۃ القدر کی عظمت اور فضیلت

علم تو ویسے بھی بڑی نعمت ہے۔ پھر یہ علم تو بڑی نعمت تھی کہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ یعنی چوراسی سال کی عبادت ایک طرف اور لیلۃ القدر کی ایک طرف پھر اتنی عمر کس کو ملتی ہے۔ اگر مل بھی جائے تو زمانہ قبل از بلوغ اور دیگر ضروریات کا وقت، وضع کرنے کے بعد عبادت کے لئے ایک تہائی سے بھی کم مدت رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔ (لیلۃ القدر ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے) پھر بہتر ہونے کی بھی کوئی حد نہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کتنا "خیر" ہے۔ دنیا کا خیر تو اس کے علاوہ ہے۔ کہ اس رات جو دعا کی جائے وہ مقبول ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کی چند مثالیں

کئی بزرگوں اور خوش نصیبوں کو اس رات کے علم کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے جو دعائیں کیں وہ قبول ہوئیں۔ بے شمار واقعات منقول ہیں۔ ہمارے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مصر میں ایک بوڑھی عورت کسی ضرورت کیلئے رات کو باہر نکلی باہر اس نے علامات و قرائن سے لیلۃ القدر کو پہچان لیا اور دعا کی کہ یا اللہ میری عمر اور مال و اولاد میں برکت دے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کی اولاد اتنی پھیل گئی کہ تین میل کے اندر اندر ان کے باغات و مکانات پھیلے ہوئے تھے۔

ابھی پرسوں مدینہ طیبہ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ اس سال ایک عمر رسیدہ بزرگ[1] حج کرنے گئے غالباً گلگت کے رہنے والے ہیں۔ عمر ان کی ۱۲۵ سال ہے۔ اور یہ ان کا چھپنواں (۵۶) حج تھا۔ انہیں لیلۃ القدر ملی اور انہوں نے عمر میں برکت کیلئے دعا کی یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے خلفاء اور مریدین میں سے ہیں۔ اس خط میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے سامنے بھی اس واقع کا ذکر کیا۔

ہمارے استاد اور شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت شیخ الہند

---

[1] حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب کی طرف اشارہ ہے۔ جو بعد میں پاکستان آئے اور اخبارات و جرائد میں ان کا ذکر آتا رہا۔ (ادارہ)

رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مالٹا میں قید تھے۔ حضرت شیخ مدنیؒ نے اس زمانے کا ایک واقعہ سنایا کہ مفتی دویران آفندی اپنے ایک استاد جو بڑے عالم تھے کے منہ سے حسرت میں بار بار ترکی زبان میں یہ کلمات سنتے کہ "چوبان وردی چالدی" جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ "چرواہے نے بانسری بجائی اور چل دیا" تو اس مفتی صاحب کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ ایک رات مجھے اور ایک چرواہے کو لیلۃ القدر کا احساس ہوا۔ چرواہے نے اور میں نے دعا کی۔ چرواہے نے ایمان کی سلامتی کی دعا کی کہ دنیا کے مصائب سے نجات ہو اور ایمان سے خاتمہ ہو ——— گویا اس نے ایمان کی دولت مانگی جو سب سے بڑی دولت ہے۔ دنیا وما فیہا سب فانی اور ہیچ ہیں۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ اگر کسی کو دس ہزار برس عمر بھی ملی اور پھر معاذ اللہ اسے ایک غوطہ بھی جہنم میں دیا گیا تو یہ دنیا کی تمام زندگی کو بھول جائے گا۔ اور فرشتوں سے کہے گا کہ میں نے ہرگز کوئی خوشی دیکھی ہی نہیں گویا کہ یہ ایک لحظہ بھی دنیا میں خوشی سے نہیں رہا تھا۔ دنیا کی آگ پر وہاں کی آگ قیاس نہ کرو ——— حضور اقدسؐ کا ارشاد ہے۔ کہ جہنم کی آگ دنیا سے سوگنا زیادہ (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر) ہے۔" اگر بالفرض تمہیں دنیا کی بادشاہی بھی مل جائے۔ اور موت کے بعد ایک لحظہ کے لئے بھی جہنم میں گئے تو سب کچھ بھول جاؤ گے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً	جن چیزوں کا علم مجھ کو ہے۔ اگر تم اسے جان
ولبکیتم کثیراً۔	جاؤ تو بہت تھوڑا ہنسو اور اکثر رووٴ۔

اور فرمایا کہ میرے سامنے جو کچھ ہے۔ اگر تم اسے دیکھ پاؤ تو آبادیاں چھوڑ کر دشت وصحرا اور جنگلات کی طرف بھاگ نکلو گے۔

بھائیو! جب ہمارے سامنے ایک مقدمہ ہوتا ہے۔ اور اس میں ہماری پیشی ہو تو پیشی کا وقت جتنا بھی قریب آتا ہے اتنی ہی عدالت میں جوابدہی کیلئے ہم تیاری کرتے ہیں۔ اور فکر میں لگے رہتے ہیں۔ تو اللہ کی عدالت تو سب سے بڑی عدالت ہے۔ پیشی اس ذات کے سامنے ہے جس سے کوئی بات چھپی نہیں۔ ایک معمولی عدالت اور مقدمہ کے لئے تو ہر وقت فکرمند ہوتے ہیں۔ اور آخرت سے اتنی غفلت۔

تو اس چرواہے نے ایمان کی دعا مانگی جو اصل چیز ہے۔ چنانچہ صبح نماز پڑھ کر اس کا انتقال ہوا۔ اس کی دعا قبول ہوئی آثار ایمان اس کے چہرے سے نمایاں تھے ——— اور اس عالم

نے دعا کی کہ استنبول میں میرا حلقۂ درس سب سے زیادہ ہو۔ تو اس کی دعا قبول ہوئی اور اس عالم نے کہا کہ استنبول میں میرا اتنا حلقۂ درس ہے۔ کہ کسی اور عالم کا نہیں۔ مگر آخرت کا حال معلوم نہیں کہ خاتمہ کس حال میں ہوگا۔ اس لئے روتا ہوں کہ چوا ہے نے مجھ سے بہتر دعا کی ـــــ جیسا کہ ہر طالب العلم کی تمنا ہوتی ہے کہ تدریس میں مجھے کامیابی ہو بلکہ صرف اسے ہی مقصد عظمیٰ بنا لیا گیا ہے ـــــ

علم کا مقصد

بھائیو! علم کا مقصد صرف تدریس ہی نہیں کہ بس اسے ہی مقصد علم بنا لیا جائے علم میں تدریس، زمینداری، زراعت، کسب معاش، سیاست، جہاد سب کچھ آجاتا ہے۔ اور ما بہ الاشتراک سب میں رضائے الٰہی ہے۔ اگر خدا نے تمہیں جہاد کا موقع دیا تو وہاں اپنے عمل سے کتاب الجہاد کا نقشہ پیش کر دو۔ زمینداری کا موقع ملے تو باب المزارعت کا عملی نمونہ بن جاؤ اور تجارت و سیاست میں ہوں تو اس میں دین کے احکام پیش کرو۔ زندگی کے جس شعبہ میں بھی خدا تمہیں کام کرنے کی توفیق دے اسی شعبہ ہی میں دین کی اشاعت کو اپنا مقصد بناؤ۔ اسی میں دین کے مبلغ بن جاؤ صرف درس و تدریس ہی منتہائے حیات نہیں اور نہ صرف یہی خدمت دین ہے۔ گو یہ بھی بہترین شعبہ ہے۔ کہ اگر اخلاص وللہیت سے تعلیم و تعلم میں لگا رہے تو مچھلیاں اور چیونٹیاں بھی علماء کے حق میں استغفار کرتی ہیں ـــــ

عود الی المقصود

الغرض لیلۃ القدر بڑی فضیلتوں کی رات ہے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ کے نزدیک لیلۃ القدر سارے سال میں دائر ہے۔ کبھی رمضان اور کبھی دوسرے مہینوں میں ہوتا ہے۔ اور پوشیدہ ہے۔ جیسے کہ جمعہ کے دن ایک خاص مخفی وقت ہے جس میں دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔ ایسے باہمت لوگ تو بہت کم ملتے ہیں۔ کہ سال بھر ساری رات بیٹھ کر عبادت کریں البتہ علماء نے لکھا ہے۔ کہ جس شخص سے سال بھر عشاء اور فجر کی نماز با جماعت قضا نہ ہوئی تو اس کو لیلۃ القدر کا ثواب اور اجر مل جائے گا۔

تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات کے علم سے بڑی خوشی ہوئی مسجد میں تشریف لائے کہ صحابہؓ کو بھی یہ نعمت معلوم ہو جائے۔ باہر اتفاق سے دو مسلمان آپس میں کسی معاملہ پہ گرم تھے۔ تیزی تک بات پہنچی ایک دوسرے پہ آوازیں اونچی ہوئیں اور جھگڑے کی ایک شکل بن گئی تھی۔ حضورؐ نے ان کو حسن معاشرت کی تلقین کی معاملہ رفع دفع ہوا۔ ـــــ اب جب فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے کہ لیلۃ القدر کو بیان کر دیں تو بھول گئے اور فرمایا کہ وہ

دولت علم اس جھگڑے کے بُرے اثر کی وجہ سے سینہ سے اُٹھ گئی۔ اور فرمایا کہ اس میں خیر ہوگا۔ تو گویا بُرے عمل کے اثرات معصوم اور بے گناہ حضرات پر بھی ہو جاتے ہیں۔

روایات میں آتا ہے۔ کہ حجر اسود پہلے دودھ کی مانند سفید تھا، طوافین کے گناہوں کے جذب کرنے کی وجہ سے سیاہ ہوگیا۔ تو اس نے گناہ کوئی نہیں کیا مگر گناہوں کے اثر بد سے پتھر محفوظ نہ رہ سکا۔۔۔۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ علم دین کے طالب کیلئے گناہ کی نحوست سے اجتناب ضروری ہے۔ اور بجا فرمایا کیونکہ ـــ

فان العلم فضل من اللہ وفضل اللہ لا یعطی لعاص

یاد رکھو جہاں دو مسلمان باہمی جنگ وجدال اور جھگڑے میں لگے ہوں خدا تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا ہے۔ اور رحمت خداوندی ہٹ جاتی ہے۔ گناہ اور رحمت خداوندی دونوں جمع نہیں ہوتے ـــــ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص کا سیّدنا ابوبکر صدیق سے کسی بات پر جھگڑا ہوا حضرت صدیقؓ خاموش رہے اور حضورؐ مسکراتے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر کو بھی غصہ آیا اور جواب دینا شروع کیا تو حضورؐ نے چادر لی اور اُٹھ کر مجلس سے روانہ ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے اس کی شکایت کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تک تم خاموش تھے فرشتے آپ کی طرف سے جواب دیتے رہے۔ جب تم نے خود مدافعت شروع کی تو شیطان بیچ میں آگیا۔ اس لئے میں اٹھ کر چلا گیا ـــــ

بعض اعمالِ بد کا تباہ کن خاصہ

ایک حدیث میں ہے: سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ (مسلمان کو گالیاں دینا فسق اور اس کے ساتھ لڑائی کفر ہے)

اس حدیث کے بارہ علماء مختلف توجیہات کرتے ہیں۔ جو بھی ہو امام بخاریؒ نے اس سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے۔ کہ گناہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو اس سے بچتے رہنا چاہئے۔ اس حدیث کی ایک توجیہ حضرت شاہ صاحبؒ (مولانا انور شاہ صاحب علیہ الرحمۃ) نے کی ہے کہ ایسا شخص تکوینی طور پر کفر پہ مرنے کے خطرہ میں ہے۔ یعنی اس عمل کا خاصہ ایسا ہے کہ اس کا خاتمہ بالکفر ہونے کا خطرہ ہے۔ اور یہ خطرہ کے مقام پہ کھڑا ہے۔ گویا تشریعی طور پہ حکم کفر نہیں مگر تکوینی طور پہ رفتہ رفتہ کفر کی طرف جا رہا ہے۔ اور تکوینی کفر پر اس کے خاتمہ کا امکان ہے ـــــ

امام غزالیؒ نے بھی دو چار چیزیں ایسی بیان کی ہیں کہ جن کی وجہ سے کفر پہ خاتمہ ہونے کا

خطرہ ہوتا ہے۔

۱۔ بدعت ـــــ کہ ایک شخص ایسی چیزوں کو دین اور ثواب سمجھ کر کرتا ہے۔ جو درحقیقت دین میں نہیں ہیں۔ ایسے لوگ بدعتی ہیں کہ بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ خود تو علم حاصل نہیں کرتے کہ دین اور غیر دین سمجھ لیں۔ ایسے شخص کا خاتمہ ایمان سے نہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ بوقت نزع وہی اعمال اس کے سامنے بشکلِ عذاب سامنے آجاتے ہیں جو اس نے بنیت عبادت کئے تھے۔ اس نے تعزیئے اٹھائے تھے۔ امام باڑے بنائے تھے۔ سینہ کوبی کرتا رہا۔ جسے بظاہر عبادت سمجھتا تھا اسی طرح جلوس نکالے تھے۔ محرابوں، کاغذی جھنڈیوں، قمقموں اور بجلیوں سے راستے اور گلیاں سجائی تھیں اور سب کچھ نیک خیال سے کیا تھا۔ اب وہاں یہ انجام بد دیکھ کر سمجھ بیٹھتا ہے۔ کہ میرے تمام اعمال غلط تھے۔ اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت حضورِ اقدس کی رسالت اور اصولِ دین میں اسے تردد اور شک پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ شاید یہ بھی درست نہ ہوں تو خاتمہ بالکفر ہونے لگتا ہے۔ اس لئے عبادت اور دین کے ارادے سے جو بھی کام کرو علماء حق سے پہلے پوچھ لیا کرو تاکہ صحیح اعمال اور عبادات اختیار کر سکو شیطان انہی راہوں سے اکثر گمراہ کرتا ہے اور تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ آج لوگ خود علم حاصل نہیں کرتے اور علماء کے پاس جانے میں بھی شرم سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ کیا دین اور احکام شرعیہ صرف علماء کا ٹھیکہ ہیں ـــــ؟

۲ ـــــ ایسا شخص جس کا مال و دولت سے فرطِ محبت ہو، حرص ہو گویا مال متاع ہی اسکی معشوق بن گئی ہو اب جب بوقت موت اس کی معشوق اس سے چھن رہی ہو اور دنیا میں ہی سب کچھ رہنے والا ہو تو اس وقت معاذ اللہ اس کے دل میں خدا سے بغض اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ محبوب یعنی دنیا کو اس سے جدا کر رہا ہے تو اس کا خاتمہ خدا سے بغض کی حالت میں ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ مگر جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کی محبت جاگزیں ہو ان کو یہ خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہٗ ومن البغض لقاء اللہ ابغض اللہ لقائہ بلکہ اسے تو اللہ سے وصال کی خوشی اور مسرت ہوتی ہے۔

۳ ـــــ اہل معاصی پر بھی خاتمہ بالکفر ہونے کا خطرہ ہے کہ بوقت نزع جب اسے اس کا اعمالنامہ دکھایا جاتا ہے۔ تو ایک لائن گناہوں کی لگی رہتی ہے۔ سارے اعمال بد ایک ایک کر کے اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ ایسے وقت میں یہ (نعوذ باللہ) خدا سے ناامید ہو جاتا ہے۔

اور اسے بھی نفرت ہونے لگتی ہے۔ (نعوذ باللہ) اور ناامیدی کی حالت پر مرنا بھی کفر ہے۔ الایمان بین الخوف والرجاء ہے۔ آج بھی ایسے لوگ ہیں جو ذراسی تکلیف اور مصیبت میں اللہ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور کلماتِ نفرت منہ پر لانے لگتے ہیں۔ ایک شخص کا بیٹا مرا وہ روتا اور کہتا کہ "یا اللہ اگر تیرا بیٹا ہوتا اور کوئی اسے مارتا تب تجھے پتہ چلتا۔" تو ایسے جاہل بھی تو ہوتے ہیں۔ آج بھی کہتے ہیں۔ کہ بس مجھے ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے لئے خدا نے منتخب کیا ہے۔ اور کسی کو خدا نے نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے ـــــ تو گویا یہاں جھگڑنے کو تیار ہیں تو نزع کے وقت جب سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ تو بغض اور ناراضگی پیدا ہو جائے گی اور اس کا خاتمہ کفر پر ہو جائے گا۔

خلاصہ بحث

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ علم جزئی (لیلۃ القدر) جیسی بڑی نعمت حضورؐ جیسے پاک ذات جو سید الانبیاء ہیں کے معصوم سینہ سے نکل گئی اور یہ اثر تھا بغض کے باہمی شور و تکرار کا۔ نیز ارشادِ خداوندی ہے: واتقوا فتنۃً لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ الآیۃ یعنی تم ایسے فتنہ سے ڈرتے رہو جس کا نشانہ صرف ظالم نہیں ہوں گے ـــــ تو آپ اندازہ لگائیں کہ جو شخص خود گناہ کرے گا وہ کب عالم بن سکے گا۔ اور کب متقی و با اخلاق ہو سکے گا۔ اس لئے خشیتِ خداوندی اور عالم ہونا لازم و ملزوم ہے۔ جس شخص میں خشیت اور خوفِ خداوندی نہ ہو اور گناہوں سے اجتناب نہ کرے وہ عالم نہیں ہو سکتا۔

اگر ہم چاہیں کہ سب پر رحمتِ خداوندی نازل ہو تو سب دیندار اور ایماندار بن جائیں۔ ہر شخص اپنے ہر قول و فعل کا محاسبہ کرتا ہے اور اگر ایک دوسرے کو برا کہے تو اسطرح اصلاح ممکن نہیں ـــــ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

(بقیہ صفحہ ۱۴)

ہے۔ نیز ڈاکٹر زوار حسین صاحب ان کی ہمشیرہ صاحبہ فاضلہ بیگم اور منشی خلیل صاحب و گارڈ صاحب یہ سب بھی ہمارے نانا مرحوم کی اولاد اور نہایت قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان سے بھی ادب اور احترام کا معاملہ رکھو۔

والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

۲۵ رجب ۱۳۶۱ھ